خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

نسیما جانبِ بطحا گزر کن

ز احوالم محمد را خبر کن

ببر ایں جانِ مشتاقم بہ آں جا

فدائے روضۂ خیر البشر کن

توئی سلطانِ عالم یا محمدؐ

ز روئے لطف سوئے من نظر کن

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفت

خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

خدایا ایں کرم بارِ دِگر کُن

اے نسیم، تو بطحا کی طرف جا اور حضورؐ کو میرے احوال کی خبر کر (بلکہ) میری مشتاق جان ہی کو لے جا کر خیر البشرؐ کے روضے پر نچھاور کر دے (اور وہاں میں یہ عرض کروں:)
"یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ پر نظرِ عنایت فرمایئے۔"
میرے اللہ! اگرچہ تیرے کرم سے میں مشرف ہو چکا ہوں (یعنی مدینے کی حاضری سے)
مگر میری التجا ہے کہ ایک بار پھر مجھ پہ کرم ہو جائے۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم

ز مہجوری برآمد جانِ عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃً لِلعالمینی
ز مہجوراں چرا فارغ نشینی

ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

برون آور سر از بردِ یمانی ؛
کہ روئے تست صبحِ زندگانی

شب اندوہ ما را روز گرداں
ز رُویت صبحِ ما فیروز گرداں

بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ
بسر بر بند کافوری عمامہ

فرو آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سروِ رواں را

ادیم طائفی نعلینِ پا کن
شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

جہانے دیدہ کردہ فرش راہ اند
چو فرش اقبال پابوس تو خواہند

ز حجرہ پائے در صحنِ حرم نہ
بفرقِ خاکِ رہ بوساں قدم نہ

بدہ دستے ز پا افتادگاں را
بکن دلداریٔ دلدادگاں را

اگرچہ غرقِ دریائے گناہیم
فتادہ خشک لب برخاک راہیم

زابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے ؛
کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

تَرَحَّمْ یا نبی اللہ تَرَحَّمْ

اے اللہ کے نبیؐ، آپ کے فراق سے جان نکلی جا رہی ہے۔ مجھ پر رحم فرمایئے۔
آپؐ تو جہانوں کے لیے رحمت ہیں، اپنے فراق کے مارے ہوؤں سے کیوں لاتعلق ہیں؟
اے تر و تازہ گلِ لالہؐ! زمین سے باہر آیئے، نرگس کی طرح خواب سے بیدار ہو جیئے۔ یمن کی چادر سے سر نکالیے، کہ آپؐ کا چہرہ تو زندگی بخش صبح کی مانند ہے۔
ہماری شبِ غم کو دن بنا ڈالیے، اپنے چہرۂ مبارک سے ہماری صبح کو کامیاب (روشن) کر دیجیے۔

عنبر جیسی خوشبو دار پوشاک پہنیئے، کافور جیسا سفید اور مہکتا ہوا عمامہ سر پر باندھیے، گیسوؤں کو بکھرائیے، سروِ رواں کی طرح چل کر اپنا سایہ پھیلایئے، اپنے پیروں کی جوتیوں کی مہک سے ہم جاں نثاروں کو سرفراز فرمایئے، ہماری جانوں سے رشتہ قائم کیجئے۔

ایک دنیا اپنی آنکھیں فرشِ راہ کیے، آپ کے قدم چومنے کی سعادت کے لیے منتظر ہے۔ اپنے حجرے سے حرم کے صحن میں قدم رکھیے، اپنے راستے کو بوسے دینے والوں کے سر پر قدم رکھیے۔ گرے ہوؤں کو دستِ مبارک کا سہارا دیجئے، اپنے عشاق کی دلداری فرمایئے۔

ہم اگرچہ گناہوں کے دریا میں غرق ہیں، راستے کی خاک پر خشک لب (پیاسے) پڑے ہوئے ہیں مگر آپ تو ابرِ رحمت ہیں، کبھی ان سو[illegible] ل والوں کے حال پر بھی ایک نگاہِ کرم فرما دیجئے۔

غلامِ غلامانِ آلِ محمد :

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ
دلم تازہ گشت از وصالِ محمدؐ

خوشا مجلس و مسجد و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قالِ محمدؐ

بوصفِ رخش والضحٰے گشت نازل
چو واللیل شد زلف و خالِ محمدؐ

بروئے زمین گشت سردارِ عالم
ہر آنکس کہ شد پائمالِ محمدؐ

بجنت ہمہ حوریاں کرد نعرہ
بوقتِ شنیدن وصالِ محمدؐ

شود پاک معصوم کلّی گنہگار
کہ در خواب بیند جمالِ محمدؐ

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیالِ محمدؐ

بصدقِ دعا می توان گشت جامیؔ

غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال سے دنیا روشن ہے، آپ کے وصال سے میرا دل بھی تر و تازہ ہو گیا۔

کیا کہنے اُس مسجد، اس خانقاہ اور اس مجلس کے جس میں حضورؐ ہی کا ذکر اور گفتگو ہوا کرے۔

آپؐ کے چہرۂ انور کی تعریف میں سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی، اور آپؐ کی زلفوں اور تِلوں میں سورۂ واللیل جیسی لطافتیں ہیں۔

جو آپؐ کے قدموں سے پامال ہوا (یعنی جس نے آپؐ کی پوری پوری اطاعت کی) وہ دنیا بھر کا سردار بن گیا۔

آپؐ کے وصال کی خبر پا کر جنّت کی تمام حُوروں نے (آپؐ سے ملاقات کے اشتیاق میں خوشی کے) نعرے لگائے۔

جو آپؐ کا جمالِ مبارک خواب میں بھی دیکھ لے وہ چاہے کتنا ہی بڑا گنہگار ہو، پوری طرح معصوم ہو جاتا ہے۔

دنیا میں ہر کسی کو اپنا اپنا خیال مست رکھتا ہے، مگر میرے لیے تو حضورؐ ہی کا خیال سب پر فائق ہے۔

میں (جامی) تو حضورؐ کی آل کے غلاموں کا بھی پوری سچائی اور خلوص سے غلام بن جانا چاہتا ہوں۔

وصلی اللہ علی نورٍ کزو شد نور ہا پیدا !

وَصَلَّی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نور ہا پیدا

زمین از حُبِّ او ساکن فلک از عشقِ او شیدا

ازو در ہر تنے ذوقے وزو در ہر دلے شوقے

ازو بر ہر زبان ذکرے وزو در ہر سرے سودا

محمدؐ. احمدؐ و محمودؐ وے را خالقش بستود

ازو شد جودِ ہر موجود وزو شد دیدہ ہا بینا

اگر نامِ محمدؐ را نیاوردے شفیع آدمؑ

نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجّینا

نہ ایوبؑ از بلا راحت نہ یوسفؑ حشمت و شوکت

نہ عیسیٰؑ آں مسیحا دم نہ موسیٰؑ آں یدِ بیضا

دو چشمِ نرگسینش را کہ مَازَاغَ الْبَصَر خواند

دو زلفِ عنبرینش را کہ وَاللَّیلِ اِذَا یَغْشیٰ

بوصفش سورۂ طٰہٰ مزمل ہم دگر یٰسین

بموجوداتِ عالی ذات تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا

زسرِ سینہ اش جامیؔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ برخواں

زمعراجش چہ میخوانی کہ سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْریٰ

وَصَلَّی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نور ہا پیدا

اللہ اس نور پر صلوٰۃ وسلام بھیجے جس سے بے شمار نور پیدا ہوئے۔ زمین اسیؐ کی محبت میں ساکن ہے آسمان اسیؐ کے عشق میں محو ہے۔

ہر جسم میں اسی کے عشق کا ذوق ہے، ہر دل میں اسی کا شوق ہے، ہر زبان پر اسی کا ذکر ہے، ہر سر میں اسی کا سودا ہے۔

اس کے خالق نے محمدؐ، احمد اور محمود کہہ کر اس کی تعریف فرمائی، اسی کی بدولت ہر شے کا وجود ہے اور اسی سے آنکھوں میں بینائی ہے۔

اگر حضورؐ کا نام لے کر شفاعت نہ کراتے تو نہ آدمؑ کو معافی ملتی اور نہ نوحؑ کو سیلاب سے نجات ملتی۔ نہ ایوبؑ کو مصائب سے چھٹکارا ملتا۔ نہ یوسفؑ کو مصر کی حکومت اور شوکت نصیب ہوتی۔ نہ عیسیٰؑ کو مسیحائی کا معجزہ ہاتھ آتا اور نہ موسیٰؑ کو ید بیضا کا معجزہ۔

آپؐ کی نرگسی آنکھوں کی تعریف مازاغ البصر والی آیت سے اور آپؐ کی عنبر جیسی سیاہ وخوشبودار زلفوں کی شان واللیل اذا یغشیٰ والی آیت سے ظاہر ہے۔

آپؐ کی شان میں تلک الرسل فضلنا والی آیت کے علاوہ سورۃ طٰہٰ، مزمل اور یٰسین بھی اتری ہیں۔

جامیؔ، آپؐ کے سینہ مبارک کے رازوں کے بارے میں اَلَمْ نَشْرَحْ والی آیت پڑھ۔ اور آپؐ کے معراج کا حال جاننا ہو تو سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی

تنم فرسودہ جاں پارہ زِ ہجراں یا رسولَ اللہؐ

تنم فرسودہ جاں پارہ زِ ہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ زِ عصیاں یا رسول اللہ

شب و روزے از شکیبائی زِ حد گشتم تمنائی
بجلوت سوئے من آئی خراماں یا رسول اللہ

چوں سوئے من گذر آری من مسکیں زِ نا داری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

زِ کردہ خویش حیرانم سیاہ شد روز عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ

زِ پا افتادم از پیری برحمت دست من گیری
ہمیں یک حرف بپذیری زِ ناداں یا رسول اللہ

زِ جامِ حُبّ تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ

بصدیقؓ خریدارم عمرؓ را دوست میدارم
فدا سازم دل و جاں را بعثمانؓ یا رسول اللہ

نہادم پیش گاہے سر بپائے ساقیٔ کوثر
اماں داشتم چاکر با ایقاں یا رسول اللہ

بوقتِ نزع درمانم، برود از تن بروں جانم
نگاہ داری تو ایمانم زِ شیطاں یا رسول اللہ

چو اندر حشر برخیزم بدامانِ تو آویزم
زدیدہ خونِ دل ریزم فراواں یا رسول اللہ

چو بازوئے شفاعت را کشائی بر گنہگاراں
مکن محروم جامیؔ را دراں آں یا رسول اللہ

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسول اللہ

یارسول اللہ! آپ کی جدائی میں میرا جسم کمزور اور جاں شکستہ ہوگئی ہے اور اپنی نافرمانیوں کی بدولت میرا دل بکھر کر آوارہ ہوگیا ہے۔ دن رات صبر کرتے کرتے (آپ کا) بے حد مشتاق ہوچکا ہوں۔ اب تو حضورؐ میری تنہائی میں تشریف لے ہی آئیں۔

اگر میری طرف آپؐ کا گزر ہو تو میں آپؐ کے نعلین مبارک کے نقش پر اپنی جان نچھاور کردوں۔

میں اپنے کرتوتوں پر حیران ہوں، نافرمانی سے میرا منہ کالا ہوگیا ہے۔ یارسول اللہ، میں بہت ہی پشیمان ہوں۔

بڑھاپے کے باعث میرے قدم نہیں اٹھتے، آپؐ ہی اپنی رحمت سے میرا ہاتھ تھام لیجئے، بس آپ میری یہی درخواست قبول فرما لیجئے۔

آپؐ کی محبت کی شراب میں مست ہوں، آپؐ کی (محبت کی) زنجیر سے اپنا دل باندھ چکا ہوں، اے اللہ کے رسولؐ، میں شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔

میں تو آپؐ کے (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کا بھی گرویدہ ہوں، آپؐ کے (حضرت) عمر فاروقؓ سے بھی محبت رکھتا ہوں اور (آپؐ کے حضرت) عثمانؓ پر بھی دل وجان سے فدا ہوں۔ میں نے (آپؐ کے) ساقیٔ کوثر (حضرت علیؓ) کے قدموں

پر سر رکھ دیا ہے۔ اور میں (باقی تمام) اماموں کا بھی غلام ہوں۔

(میری التجا ہے کہ) میرے آخری وقت پر، جب میری جان تن سے نکلنے لگے تو آپؐ ہی میرے ایمان کو شیطان کی دست بُرد سے محفوظ رکھنے کے لیے نگرانی فرمائیں اور پھر جب حشر میں اٹھوں تو آپؐ ہی کے دامن سے وابستہ رہوں اور پھر (فرطِ محبت سے) دل کا خون آنکھوں کی راہ سے خوب برساؤں۔

جب آپؐ گنہگاروں پر اپنا دست شفاعت کھولیں تو، اے اللہ کے رسولؐ، جامیؔ کو محروم نہ فرمادیں۔

دستِ رحمت برکشا آزاد کُن زندانیے

اے مرادِ عشقِ تو از کارِ خود حیرانیے
در بیابانِ تمنائے تو سرگردانیے

قصۂ دشوارِ ہجر از مردن آساں شد مرا
باشد آرے بعد ہر دشواریے آسانیے

ماند بر خوانِ غم از من استخوانی چند و بس
گر دہے فرماں سگانت را کنم مہمانیے

کامِ عیشم تلخ شد زیں گریہ ہائے آشکار
زاں لبِ شیریں کرم کُن خندۂ پنہانیے

بینوا تنِ زنداں جان شُد اے بقصدم بستہ تیغ
دستِ رحمت برکشا آزاد کُن زندانیے

ہر گزم چوں نیست رہ در پیشگاہِ بزمِ وصل
می نہم ازدر بر خاکِ درت پیشانیے

پیر شد جامی زجامِ غم خوردت جرعۂ
بر دمے افشاں تا کند زاں جرعہ پر افشانیے

دستِ رحمت برکشا از دمن ربندا ییے

اے وہ کہ آپؐ کے عشق میں انسان اپنے (تمام دوسرے) کاموں سے دُور ہو کر آپؐ کی تمنا کے بیابان میں مارا مارا پھرنے لگتا ہے (اور میں بھی انہی میں سے ہوں)

مجھے (آپؐ کی) جدائی کی تکلیف میری موت سے آسان ہو گئی (اور میں نے سمجھ لیا کہ) ہر مشکل کے بعد آسانی تو ضرور ہی آتی ہے (لہٰذا توقع ہے کہ مرنے کے بعد آپؐ سے جا ملنے کی راحت میسّر آ جائے گی۔)

میرے غم کے دسترخوان پر اب چند ہڈیاں ہی باقی رہ گئی ہیں (یعنی میں آپؐ سے جُدائی کے غم میں سوکھ کر کانٹا بن گیا ہوں) اگر آپؐ حُکم دیں تو ان ہڈیوں پر آپؐ کی گلی کے کُتوں کو دعوت دے دوں! (شاعر کا مطلب ہے کہ مجھے اب تو مدینہ پہنچنے کی اجازت مل جائے)

اس کُھلم کُھلا رونے سے میری زندگی کا مزہ تلخ ہو چکا ہے۔ اب تو اپنے شیریں لبوں کے خندۂ پنہاں (یعنی تبسّم زیرِ لب سے) مجھ پر کرم فرمائیے۔

اے (میرے محبوبؐ) جس نے میرے قتل کرنے کے لیے تلوار باندھ لی ہے۔ آپؐ کے بغیر تو ویسے ہی میرا جسم میری جان کا قید خانہ بن گیا ہے۔ اپنا دستِ رحمت کھولیے اور اس قیدی کو آزاد فرما دیجئے۔ (یعنی مجھے قتل کر دیجیے)

چونکہ آپؐ سے ملاقات کی محفل میں میرا پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے آپؐ کے در کی خاک پر دُور ہی سے پیشانی رکھ لیتا ہوں۔

آپؐ کے ادھ پیئے ہوئے جام میں سے ایک گھونٹ پیتے پیتے جامی بوڑھا ہو چلا ہے اب باقی ماندہ مشروب بھی اس پر ڈال دیجئے، تاکہ اس گھونٹ سے اس میں اڑ جانے کی طاقت آ جائے (شعر کا مطلب یہ ہے کہ شاعر صرف دُور ہی سے حضورؐ کی محبت کا دم بھر رہا ہے۔ اب اسے

اے وزرت کعبۂ اربابِ نجات
قبلتے وجہک فی کل صلات

بر سرِ کوئے تو ناکردہ وقوف
حاجیاں راچہ وقوف از عرفات

رفتہ آوازۂ قندِ تو بہ مصر
کوزۂ خود زدہ بر سنگ نبات

غم عشاقِ تو آخر نشود
انزل اللہ علیہم برکات

گر عبارت کند از میم دہانت
آید از چشمۂ میم آب حیات

میکشی بر طرف آں حلقۂ زلف
بس کن اے بادِ صبا زیں حرکات

جامیؔ از دردِ تو جاں داد و نگفت
فہو ممن کتم العشق غمات

اے دَرَت کعبۂ اربابِ نجات

اے وہ کہ آپؐ کا دَرِ نجات پانے والوں کے لیے کعبے کی طرح محترم ہے ۔
میری ہر نماز کا قبلہ آپؐ ہی کا رُخِ انور ہے ۔
(حج میں لوگ "میدانِ عرفات" میں ٹھہرتے ، یعنی "وقوف" کرتے ہیں) اگر حاجی
آپؐ کے در پر نہ ٹھہریں تو انھیں "وقوفِ عرفات" کا کیا فائدہ ۔
آپؐ کی شیرینی (یعنی سیرتِ مبارکہ اور تعلیماتِ عالیہ) کا شہرہ مصر تک پہنچ
گیا تو (مصر والوں نے) اپنا پیالہ مصری کے پتھر پر دے مارا ۔ (مصر کی "مصری" بہت
مشہور ہے ، جو نہایت میٹھی ہوتی ہے ۔ مگر آپ کی سیرت و تعلیمات کی شیرینی کے سامنے
اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ۔)
آپؐ کے چاہنے والوں کا غم کبھی ختم نہ ہوگا ، کیونکہ اللہ نے اسے اُن پر برکت
بنا کر نازل فرمایا ہے ۔
اگر آپؐ کے دہنِ مبارک کا "میم" کھل جائے تو اس میم کے چشمے سے
آبِ حیات بہنے لگے ۔ (شاعر نے بند ہونٹوں کو "میم" سے تشبیہ دی ہے ، کیونکہ
"میم" کا حرف ادا کرتے وقت ہونٹ بند رہتے ہیں)
اے بادِ صبا ! ایسی گستاخانہ حرکتوں سے باز آجا ، تو کیوں اُن کی زُلفوں
کے حلقوں کو پریشان کرتی ہے ۔
جامی نے آپ کے دردِ عشق میں جان دے دی مگر اُف نہ کی ، کیونکہ وہ اُن
[illegible]

توئی مقصودِ ما دیگر بہانہ

تعالے اللہ زہے شاہِ یگانہ

زہے حسن وجمالِ جاودانہ

دریں بُت خانہ ہر نقشے کہ بینم

توئی مقصودِ ما دیگر بہانہ

نہ بیند چشمِ عارف عارض وخال

نجوید مُرغِ قُدسی آب ودانہ

اگر خواہی زِ عشقم داستانے

نخوانی عشقِ مجنوں جُز فسانہ

مجو اسرارِ عشق از شیخِ خلوت

چہ داند نطقِ طوطی مُرغِ خانہ

میانت را چناں خواہم در آغوش

کہ موئے ہم نہ گنجد درمیانہ

گزر کُن بر سرِ جامی کہ دارد

سرِ خدمت بخاکِ آستانہ

کوئی مقصود ما دیگر بہانہ

سبحان اللہ، وہ کیسا بے نظیر بادشاہ ہے، اور کیا کہنے اس کے حسن و جمال کے، جو ہمیشہ برقرار رہنے والا ہے!

(دنیا کے) اس بُت خانے میں جو تصویر بھی میں دیکھتا ہوں اس سے آپؐ ہی میرے مقصود ہوتے ہیں، باقی سب جھوٹی بات ہے۔

عارف کی آنکھ چہرے اور تِل کو نہیں دیکھتی (بلکہ اس شخصیتؐ پر اس کی نظر ہوتی ہے جو اس ظاہری حُسن کے پیچھے ہے) قدسی پرندے کو آب و دانہ درکار نہیں ہوتا (قُدسی پرندے سے مراد فرشتے وغیرہ آسمانی مخلوق ہیں۔)

(اے مخاطب) اگر تو میرے عشق کی کہانی سن لے تو تجھے مجنوں کے عشق کی کہانی بھی ہیچ معلوم ہو۔

شیخ خلوت (صوفی) سے عشق کے بھید نہ پوچھ (وہ انہیں کیا جانے) بھلا گھریلو مرغ بھی طوطی کی طرح گفتگو کر سکتا ہے؟

میری تمنا ہے کہ آپؐ سے اس طرح ہم آغوش ہو جاؤں کہ آپؐ کے اور میرے درمیان بال برابر بھی فاصلہ نہ ہو۔

جامیؔ کے اوپر سایۂ شفقت ڈال دیجئے، اسے آپؐ کے آستانے

ہزار جانِ گرامی فدائے ہر قدمت

گذر فتاد بہ سروقت کشتگانِ غمت
ہزار جانِ گرامی فدائے ہر قدمت

فگند سروِ قدت برمن از کرم سایہ
مباد از سرِ من دور سایۂ کرمت

بیک نگاہِ تو رستم زننگِ ہستیٔ خویش
خوش آنکہ سوی وی افتد نگاہ دمبدمت

نیاید از تو ستم در ستم کنی بمثل
ز رحمتِ دگراں خوش تر آیدم ستمت

کمر بخدمتِ تو بستہ اند کج کلہاں
شکستِ شوکتِ شاہاں ز حشمتِ حشمت

حریم سدرہ نشد ست آشیاں مرغِ دلم
ہنوز رشک برد بر کبوترِ حرمت

بنامہ درج مکن شرحِ شوقِ خود جامیؔ
مباد شعلہ زند آتش از نیِ قلمت

ہزار جانِ گرامی فدائے ہر قدمت

تیرے عاشقوں کے قتل کے وقت اگر تیرا گزر بھی اُن کی طرف ہو جائے تو اُن کی ہزار قیمتی جانیں بھی تیرے ہر قدم پر قربان ہو جائیں (کیونکہ یہی تو ان عاشقوں کی سب سے بڑی تمنا ہے)۔

تو نے اپنے لطف و کرم سے مجھ پر سایہ ڈالا ہے۔ خدا کرے کہ اب یہ سایۂ کرم میرے سر سے کبھی نہ ہٹنے پائے۔

تیری ایک نظر ہی سے میں اپنے حقیر وجود کی شرمندگی سے پاک ہو گیا۔ کاش تیری یہ نگاہ مجھ پر بار بار پڑتی رہے!

اوّل تو تجھ سے ستم ہو ہی نہیں سکتا اور بالفرض، اگر ہو بھی جائے تو تیرا یہ ستم میرے لیے اوروں کی مہربانی سے کہیں زیادہ پسندیدہ اور قبول ہوگا۔

تیری خدمت کے لیے بڑے بڑے بادشاہ مستعد ہیں۔ ان کا جاہ و حشم تیری شان و شوکت کے آگے ہیچ ہے۔

میرا دل وہ پرندہ ہے جس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ پر بنا ہوا ہے، پھر بھی وہ تیرے حرم کے کبوتر پر رشک کرتا ہے (کیونکہ اس کبوتر جیسا خوش قسمت وہ پھر بھی نہیں ہے۔)

اے جامیؔ، اپنے خط میں اپنے جوشِ عشق کا حال نہ لکھنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے قلم کی نَے سے آگ بھڑک اٹھے۔

(نَے سے قلم بھی بنتا ہے اور بانسری بھی۔ شاعر کا مفہوم یہ ہے کہ جامیؔ کے عشق میں اتنی تپش ہے کہ اس کو لکھتے لکھتے قلم سے بھی آتشیں نکل سکتے ہیں

اے واضح وَالضُّحیٰ جبینت

وَاللّیل نقابِ عنبرینت

طٰہٰ رقمی زِ آستانت

یٰس علمے بر آستینت

جنت اثرے ز فیضِ مہرت

دوزخ شررے زِ تفِ کینت

اسرار وجود را کما ہے

دیدہ نظر خدای بینت

پیشِ تو سپہر چوں زمیں پست

عالم ہمہ روی بر زمینت

تو صاحبِ کان کنت کنزاً

ایمان رسل قرار نہ چینت

چوں بر تو خدائے آفریں گفت

جامیؔ چہ سزائے آفرینت

Scanned by CamScanner

(اے واضحِ والضحیٰ جبینت)

(یارسول اللہ) آپؐ کی جبینِ مبارک سے والضحیٰ واضح، آپؐ کے عنبریں گیسوؤں کا نقاب واللیل۔ آپ کے آستانے پر طٰہٰ لکھی ہوئی، آپؐ کی آستین (بازو) پر یٰسین کا عَلَم، آپ کی مہر وعنایت ہی کا فیض جنّت ہے اور آپ کی دشمنی کی آنچ میں سے ایک چنگاری کا نام دوزخ۔

عالم کے بھیدوں سے صحیح صحیح واقفیت آپؐ نے اپنی خدا بیں نظر سے حاصل کرلی۔

آپ کے آگے آسمان بھی زمین کی طرح پست ہے اور یہ سارا عالم ہر طرف سے (اور ہر لحاظ سے) آپؐ کی زمین پر (آپ کے سامنے) حاضر ہے۔

آپؐ ہی تو اُس خزانے کی کان ہیں جو پوشیدہ ہے (یعنی ذاتِ الٰہی) اور تمام گزشتہ رسولؑ آپ ہی سے استفادہ کرنے والے ہیں۔

(اس میں ایک حدیثِ قدسی کی طرف اشارہ ہے کُنْتُ کَنزاً مخفیاً.....الخ جس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کا سبب بتایا ہے)

اے جامیؔ، جب خدا ہی نے حضورؐ کی تعریف فرمائی تو تیرا تعریف کرنے کا کیا موقع اور حیثیت۔ (شعر سے مطلب اچھی طرح واضح نہیں ہوتا۔

نعتِ جامیؒ

پیش از آں دم کہ دہم جاں منِ بیدل زغمت

قدمے نہ کہ شوم خاک بزیرِ قدمت

رحمتے کن کہ منِ تشنہ جگر می میرم

چشم بر رشحۂ آبے زِ سحابِ کرمت

خوش براں رخش کہ در جلوہ گہِ حشمت و ناز

پادشاہے تو و خوبانِ ہمہ خیلِ حشمت

چوں شوم پیشِ تو محرم من محروم کہ نیست

بادرا زہرۂ احرامِ حریمِ حرمت

ہر چہ خواہی بکن اے دوست کہ می یابم من

لذتِ چاشنیٔ لطف و کرم از ستمت

نامۂ رحمتِ جاوید من ایں بس کہ مرا

دو سہ حرفی رسد از خامۂ مشکیں رقمت

رقمے می کشی از حالِ دل خود جامی

جائے آں دارد اگر خوں بچکد از قلمت

نعت جامی

(پیش ازاں دم کہ دہم جاں منِ بیدل زِ غمت)

عین اس لمحے سے پہلے جب میں بے چارہ، آپؐ کے غم میں گھُل گھُل کر جان دے دوں، آپؐ یہاں قدم رنجہ فرمائیں تاکہ آپؐ کے قدموں کے نیچے ہی جان دے کر خاک ہو جاؤں۔ (اور اس طرح میری تمنا پوری ہو جائے)

میں انتہائی پیاسا مر رہا ہوں، مجھ پر رحم فرمائیے، اور اپنے کرم کے بادل کو آنکھ کا اشارہ کیجیے کہ مجھ پر کچھ قطرے ٹپکا دے۔

جس جلوہ گاہِ حشمت و ناز میں آپؐ بادشاہ ہوں اور تمام حسین لوگ آپؐ کے شاندار لشکر کے ہمراہی سوار، وہاں خود آپؐ کا اپنے گھوڑے پر سوار ہونا اور ہی شان رکھتا ہے۔

مجھ محروم کی کیا حیثیت کہ آپؐ کے حضور حاضر ہو سکوں کہ آپؐ کے حرم مبارک کی چار دیواری (حریم) میں جانے کے لیے تو ہوا کو بھی احرام باندھنے (یعنی قصد کرنے) کی ہمت نہیں (پھر بھلا میری کیا مجال جو آپؐ کے حرم تک پہنچنے کا خیال کر دوں؟)

اے محبوبؐ، (مجھ سے) جیسا چاہے سلوک کریں، مجھے تو آپؐ کے ہر دیے سے لطف و کرم کی لذت ہی ملتی ہے۔

اگر آپؐ کے مُشک بھرے قلم مبارک سے دو تین حرف ہی میرے لیے تحریر ہو جائیں تو میرے لیے یہی رحمت ابدی کے طور پر کافی ہوں گے۔

اے جامی، تو اپنے دل کا حال تو لکھ رہا ہے مگر ذرا ہوشیار

اے بُردہ زِ آفتاب بوجہِ حَسَن سبق

قرصِ قمر بمعجز دستِ تو گشتہ شق

نابی ز عکسِ طلعتِ تو تاری ز طرہ ات

الصُبح اِذا تنفّس وَ اللّیل اذا غسق

بر ہر کہ تافت پرتوِ انوارِ مہرِ تو

شد سُرخ روی در ہمہ آفاق چوں شفق

جسمت نداشت سایہ و الحق چوں سزد

زیرا کہ بود گوہر پاکت ز نورِ حق

زیں ساں کہ شد کلامِ تو دیباچۂ کمال

با منطقِ تو ناطقہ را کے رسد نطق

در بزمِ احتشامِ تو سیارہ ہفت جام

وز مطبخِ نوالِ تو افلاک نُہ طبق

بر دفترِ جمالِ تو توریت یک رقم

وز مصحفِ کمالِ تو انجیل یک ورق

گل را زمانہ از ورقِ عارضت گرفت

بر عکس ایں زمانہ کہ گیرد ز گل عرق

نعت شریف

(اے بُردہ زِ آفتاب بوجہِ حسن سبق)

اے وہ جس نے سُورج کو بہت اچھا سبق سکھا دیا (کہ وہ تو چاند کو روشنی دیتا ہے مگر) آپؐ کے دستِ مبارک کے معجزے سے چاند کی ٹکیا دو ٹکڑے ہو گئی۔

آپؐ ہی کی روشنی سے طلوع ہوتی ہوئی صبح روشن ہوتی ہے اور آپؐ ہی کے گیسوئے مبارک کی سیاہی سے رات تاریکی سے بھر جاتی ہے۔

آپؐ کے انوار کے سورج کا عکس جس پر بھی پڑا وہ شفق کی طرح سرخ رو ہو گیا۔

آپؐ کے جسم کا سایہ نہ تھا اور سچ یہ ہے کہ یہی اُس کے شایاں بھی تھا۔ کیونکہ آپؐ کا وجودِ مبارک نُورِ حق سے بنا تھا۔

آپؐ کا کلام مبارک ایسے کمال تک پہنچا ہوا تھا کہ آپؐ گفتگو کے سامنے بربولنے والے کی طاقت بھی ہیچ تھی۔

آپؐ کی شاندار محفل میں (آسمان کے) ساتوں ستیارے ساتِ ساغروں کی طرح گردش کرتے ہیں اور آپؐ کی فیاضی کی

سے آسمانوں کی تعداد نو ہے۔)

آپؐ کے دفترِ جمال کے سامنے توریت کی حیثیت محض ایک تحریر کی ہے اور آپؐ کے صحیفۂ کمال کے آگے انجیل محض ایک ورق کی حیثیت رکھتی ہے (مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی ذات پر جمال و کمال کا خاتمہ ہو گیا ہے۔)

آپؐ کے زمانے میں دُنیا آپؐ کے رُخِ مبارک سے گُل کی طرح فیض یاب ہوتی تھی، اس کے برعکس، آج کے زمانے میں لوگ گُلوں سے عرق حاصل کرتے ہیں۔
(یعنی حضورؐ کی تعلیمات و سیرت کتابوں میں پڑھتے ہیں)

کہاں آپؐ کی نعت اور کہاں جامیؔ! یہ تو بس اس نے شوق کے قلم سے صدق کی تختی پر، جیسا بھی اُس سے بن پڑا، لکھ دیا ہے۔

مراں زیں درم بردرِ دیگرے

بردے من از لطف بکشا درے
مراں زیں درم بردرِ دیگرے
سرم را مکن ز آستانت جُدا
کہ با آستانِ تو دارم سرے
زمسکینیم نیست جا پیش تو
زِ من ہیچ جا نیست مسکیں ترے
شدہ افزوں ز افسونِ تو سوزِ دل
دمیدی دمے شعلہ زد اخگرے
ندارد فروغِ رُخت آفتاب
چو مہ نیست تابندہ ہر اخترے
بریدی بآں غمزہ پیوندِ وصل
زدی بر رگِ جانِ من نشترے
زمیگوں لبت دورِ جامیؔ مدام
زخونِ جگر مے کشد ساغرے

مراں زیں درم بر درِ دیگرے

(اے محبوبؑ) میرے آگے اپنے لطف وکرم کا دروازہ کھول دے، یعنی میرے اِس در سے ایک اور در پر (یعنی اپنے در پر) پہنچا دے۔ پھر میرے سر کو اپنے آستانے سے جُدا نہ کرنا، میں تو تیرے ہی آستانے پر سر رکھنا چاہتا ہوں۔

اپنی مسکینی (یعنی گنہگاری، بداعمالی وغیرہ) کی بدولت تیرے حضور پیش ہونے کے قابل تو نہیں ہوں، اور مجھ سے بڑھ کر مسکین دنیا میں کہیں کوئی نہیں ہے، مگر تیرے عشق نے دل کی جلن میں اضافہ کر دیا ہے۔ تُو نے وہ پھونک ماری ہے کہ چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی ہے۔

تیرے رُخِ انور جیسا روشن سورج بھی نہیں۔ بھلا چاند جیسا روشن کوئی تارا ہو سکتا ہے؟ (یعنی سورج کی حیثیت بھی تیرے رُخ کے آگے وہی ہے جو چاند کے آگے کسی تارے کی ہوتی ہے)۔

تُو نے اپنی ایک ادا سے وصل کا پیوند کاٹ دیا (مجھے جدائی میں مبتلا کر دیا)، گویا میری رگِ جاں پر نشتر چلا دیا۔

جامیؔ تو تیرے نشیلے لبوں کے تصور میں ہمیشہ اپنے خونِ جگر سے اپنا ساغر بھرتا اور پیتا رہتا ہے۔

رُخِ پُر نور بنما بے قرارم یا رسول اللہؐ

زِ رحمت کُن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہؐ
غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہؐ

زِ داغِ ہجرِ تو کے دل فگارم یا رسول اللہؐ
بہارِ صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہؐ

توئی تسکینِ دل آرامِ جاں صبر و قرارِ من
رُخِ پُر نور بنما بے قرارم یا رسول اللہؐ

توئی مولائے من آقائے من والیِ جانِ من
تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یا رسول اللہؐ

دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامیؔ را
زِ لطفِ تو ہمیں اُمید دارم یا رسول اللہؐ

رُخِ پُرنورِ بنما بے قرارم یارسول اللہؐ

یارسول اللہؐ، میرے حالِ زار پر رحمت کی نظر فرمائیے، میں پردیسی، فقیر اور حقیر شخص ہوں، آپؐ ہی کی جُدائی کے داغ سے دلفگار ہوں، اور یہی (زخمی دل کی) بہار، جو سیکڑوں باغوں سے بڑھ کر ہے، اپنے سینے میں رکھتا ہوں۔

آپؐ ہی میرے دل کی تسکین، جان کا آرام اور میرے صبر و قرار (کا باعث) ہیں، مجھے اپنا رُخِ پُرنور دکھا دیجیے، میں (اس کی آرزو میں) بہت بے قرار ہوں۔

آپؐ ہی میرے مولا، میرے آقا اور میری جان کے حاکم ہیں، آپؐ جانتے ہیں کہ آپؐ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔

یارسول اللہؐ، مجھے آپؐ کے لطف و عنایت سے یہی امید ہے کہ جب مجھ جامی کا آخری وقت آئے تو آپ اپنے دیدار کا جلوہ دکھائیں گے۔

نعت شریف

اے واضحیٰ والضحیٰ جبینت
والّیل نقابِ عنبرینت

طٰہٰ رقمی زِ آستانت
یٰس علمے بر آستینت

جنت اثرے زِ فیضِ مہرت
دوزخ شررے زِ تفِ کینت

اسرار وجود را کما ہے
دیدہ نظرِ خدای بینت

پیشِ تو سپہر چوں زمیں پست
عالم ہمہ ردی بر زمینت

تو صاحبِ کان کنت کنزاً
اعیان رسل قراضہ چینت

چوں بر تو خدائے آفریں گفت
جامیؔ چہ سزائے آفرینت

نعت شریف

(اے واضح وَالضحیٰ جبینت)

(یارسول اللہ) آپؐ کی جبینِ مبارک سے والضحیٰ واضح، آپؐ کے عنبریں گیسوؤں کا نقاب واللیل۔ آپ کے آستانے پر طٰہٰ لکھی ہوئی، آپؐ کی آستین (بازو) پر یٰسین کا علَم، آپ کی مہر و عنایت ہی کا فیض جنّت ہے اور آپ کی دشمنی کی آنچ میں سے ایک چنگاری کا نام دوزخ۔

عالم کے بھیدوں سے صحیح صحیح واقفیت آپؐ نے اپنی خدا بیں نظر سے حاصل کرلی۔

آپ کے آگے آسمان بھی زمین کی طرح پست ہے اور یہ سارا عالم ہر طرف سے (اور ہر لحاظ سے) آپؐ کی زمین پر (آپ کے سامنے) حاضر ہے۔

آپؐ ہی تو اُس خزانے کی کان ہیں جو پوشیدہ ہے (یعنی ذاتِ الٰہی) اور تمام گزشتہ رسولؑ آپ ہی سے استفادہ کرنے والے ہیں۔

(اس میں ایک حدیثِ قدسی کی طرف اشارہ ہے کُنتُ کنزاً مخفیاً.....الخ جس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کا سبب بتایا ہے)

اے جامیؔ، جب خدا ہی نے حضورؐ کی تعریف فرمائی تو تیرا تعریف کرنے کا کیا موقع اور حیثیت۔